تفسیر احمد

سُورَةُ البُرُوجِ

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «البروج» کا تفسیر و ترجمه

تصنيف: امين الدين « سعيدي - سعيد افغانى»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ البروج

پارہ (30)

یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے یه بائیس(22) آیتوں پر مشتمل ہے۔

وجہ تسمیہ:

برجوں والے آسمان پر رب تعالیٰ کی قسم کھانے کی وجہ سے اس کام نام بروج رکھا گیا، اسی طرح بعض تفاسیر میں اس سورت کے نام: "البروج" اور "وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ" بھی ہیں، اس سورت کا آغاز تشدد اور ظلم و جبر کرنے والے گروہ کے جرائم کے ذکر سے کیا گیا ہے، جو ایک گہری خندق اور کھڈّا کھودتے، اور اس میں بڑی آگ جلاتے، اور مؤمنوں کو اس بڑی خوفناک آگ میں جلانے کی دھمکی دیتے تھے، اور جو ایمان لانے سے باز نہیں آتا اس کو آگ میں ڈال دیتے، عظیم رب بھی ان سے جہنم کی شدید آگ کا وعدہ کرتا ہے، جس کا موازنہ اس دنیا کی آگ سے نہیں کیا جاسکتا۔

سورۃ البروج کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد:

سورۃ البروج مکی سورتوں میں سے ہے، اس کا ایک(1)رکوع، پچیس(25) آیتیں، ایک سونو(109) الفاظ، چار سو چوہتر(474) حروف، اور دو سو چار(204) نقطے ہیں۔

(اس بات کا ذکر کرنا لازم ہے کہ سورتوں کے حروف کی تعداد گننے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، اس بحث کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)

سورۃ البروج کا سورۃ الانشقاق سے ربط و مناسبت:

الف: دونوں سورتیں "السّماء" پر قسم سے شروع ہوتی ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

ب:دونوں سورتیں مؤمنوں کو اچھائی کا وعدہ دیتی ہیں، کفار کو عذاب الٰہی سے ڈراتی ہیں، اور دونوں میں قرآن کریم کی شان و عظمت پر بحث کی گئی ہے۔

ج:پچھلی سورت کہتی ہے: خدا تمام مشرکوں کے دلوں سے واقف ہے کہ وہ پیغمبر اور مؤمنوں سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں، اور انہیں مسلسل ذہنی اور جسمانی اذیت دیتے ہیں، اور وہ چالوں، حیلہ اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں، چنانچہ سورۃ البروج بتاتی ہے کہ پچھلی نسلوں کی کافر قوموں کا بھی یہی حال تھا۔

سورۃ البروج کی فضیلت:

ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ ؓسے روایت ہے کہ فرمایا:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورہ"بروج" اور "والسّماءِ والطارق" کی تلاوت فرماتے تھے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سورہ کے نزول کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اور پیروکاروں کو کفار کی اذیت اور تکلیف پہنچانے کے خلاف تسلی دینا ہے، اس حقیقت کو بیان کرنا ہے کہ پچھلی امتوں کے کافر بھی اہلِ مکہ کی طرح الٰہی دعوتوں کے خلاف لڑنے والےاور حق کو جھٹلانے میں یکساں تھے: یمن میں اصحاب اخدود کی طرح، فرعون، قوم ثمود وغیرہ۔

لیکن رب تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا، کیونکہ وہ خدا عزوجل کے قبضہ قدرت میں تھے، تو اسی طرح وہ اسلام کے دشمنوں اور متحارب منکروں سے انتقام لے گا، اس لئے کہ وہ بھی اس اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

سورۃ البروج کے نزول کا وقت:

سورۂ بروج کا عمومی موضوع خود وضاحت کرتا ہے کہ یہ سورت مکہ معظمہ کے اس دور میں نازل ہوئی ہے، جس وقت مسلمانوں کے خلاف شدید ظلم و ستم جاری تھا، اور کفار مسلمانوں کو بدترین اذیتیں دے کر ایمان اور اسلام کی راہ سے روکنے کی کوشش کرتے تھے۔

سورۃ البروج کا سبب نزول:

اس سورت کا سبب نزول جوکہ اصحاب اخدود کے گرد گھومتی ہے مختصراً یہ تھا: کہ کفار یہود کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ جس کا نام زرعہ بن تبان

(c) ketabton.com: The Digital Library

أسعد حمیری تھا ، اور ذونواس سے مشہور و معروف تھا، کو خبر ملی کہ اس کے رعایا دین یہودیت کو چھوڑ کر دین اسلام یا نصرانیت پر ایمان لائی ہے، پھر قبیلہ حُمیر سے ایک لشکر لیکر ان کے پاس گیا، اور انہیں گرفتار کرلیا، کہ یا تو یہودی بنے یا پھر آگ میں جلائے جائینگے، ان کو اختیار دیا، لیکن مؤمنوں نے آگ کو چُن لیا، پھر آگ کے گڑھے کھودے گئے اور ان میں آگ بھڑکا کر مؤمنوں سے کہا: تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھر جائے اسے رہا کردینگے، اور جو اپنا دین نہ چھوڑے اسے اس آگ میں ڈال دینگے، وہ مؤمنین صابر اور ثابت قدم رہے بلآخر انہیں آگ میں ڈالا گیا، جب کہ وہ ظالم بادشاہ اس منظر کا نظارہ کر رہا تھا، منقول ہے کہ ان مؤمنین میں سے بارہ(12)، بیس(20) یا ستّر(70) ہزار افراد شہید کیے گئے، کہتے ہیں کہ ذونواس قبیلہ حمیر کا آخری بادشاہ ابن کثیر کے قول کے مطابق مشرک تھا۔

سورۂ بروج سے متعلق معلومات:

یہ سورت مکی سورتوں میں سے ایک ہے جو اسلامی عقیدے پر بحث کرتی ہے، اس سورت کا عمومی مواد دشمنوں کے مقابلے میں مؤمنوں کی حوصلہ افزائی، اور انہیں ثابت قدم رہنے اور مزاحمت کرنے کی ترغیب دینا ہے۔

اس سورت کی بحث کا محور اخدود کے مؤمنوں کا قصہ ہے، جو بہادری، ایثار اور قربانی کی واضح مثال ہے، "اصحاب اخدود" وہ لوگ ہیں جنہوں نے خندقیں اور گڑھے کھودے اور ان میں بہت بڑی آگ جلائی، اور مؤمنوں کو آگ سے اذیت دینے کی دھمکی دی، اور بہت سے مومنوں کو آگ میں جلایا لیکن وہ ایمان سے پیچھے نہیں ہٹے، سورت کی شروع میں آسمان کی قسم کھائی گئی ہے، جس میں حیرت انگیز ستارے اور ان کے بڑے بڑے مدار ہیں، جن میں افلاک تیرتے ہیں۔

اور مشہود کے عظیم دن یعنی روز قیامت پر قسم کھائی گئی ہے، پیغمبروں اور مخلوقات پر قسم کھائی گئی ہے کہ مجرمین نیست و نابود اور جڑ سے ختم ہوجائینگے، وہ مجرمین جو دین چھڑانے کے لیے مؤمنوں کو آگ میں ڈال دیتے تھے ۔

"وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝١ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣" اس کے بعد اس سورت میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ رب تعالیٰ اپنے دشمنوں سے انتقام لے سکتا ہے، ان مجرموں سے جو خدا کے بندوں اور دوستوں کو تکلیفیں دیتے ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥"
سورت کے اختتام میں ظالم فرعون کا واقعہ اور ان آزمائشوں اور آفات کا ذکر ہے جو فرعون اور اس کی قوم پر سرکشی اور بغاوت و طغیان کی وجہ سے آئی تھیں: "هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝١٧ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝٢٠ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢" یہ ایک عمدہ اختتام ہے جو سورت کے موضوع سے مکمل مناسبت رکھتا ہے۔

اصحاب اخدود:

محدثین اور اہل سِیَر نے اصحاب اخدود کا واقعہ مختلف روایات کے ساتھ لکھا اور نقل کیا ہے، اس واقعے کا خلاصہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے جس میں اس سورہ کے نزول کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔

سیرت لکھنے والے لکھتے ہیں: ابن عباس ؓ کی ایک روایت کے مطابق "یمن میں بادشاہ یوسف ذونواس" کے دورِ بادشاہت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے تقریباً "70" سال پہلے ایک کاہن، اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک ماہر جادوگر رہتا تھا۔

اہل سِیَر لکھتے ہیں کہ: یہ ماہر جادوگر شدید بیمار ہوگیا تو یہ "یوسف ذونواس" کے پاس گیا، اور اس سے عرض کی کہ میں ایک لاعلاج اور شدید قسم کی بیماری میں مبتلا ہوا ہوں، میری موت کا وقت قریب آچکا ہے، لہٰذا مہربانی فرماکر ایک ایسا نوجوان میرے حوالے کردیں کہ میں اسے جادو سکھا دوں، بادشاہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ ایک ہوشیار اور ذہین نوجوان تلاش کرکے ساحر کی خدمت میں دیدو، درباریوں کو مطلوبہ نوجوان مل گیا اور اسے جادوگر کے حوالے کردیا: مؤرخین نے اپنی روایت میں اس نوجوان کا تعارف "عبداللہ بن تامر" کے نام سے کیا ہے، جادوگر کےحکم کے مطابق یہ نوجوان ہر روز سحر اور جادو کی تربیت کے لیے شاہی محل جایا کرتا تھا، ایک دن راستے میں ایک راہب اور مسیحی عالم (اس زمانے میں مسیحی دین حق تھا) کے وعظ و نصیحت سے واسطہ پڑا، یہ نوجوان راہب کے وعظ و نصیحت سننے کے بعد اللہ کے دین کی حقیقت جان گیا، بلآخر مسلمان ہوگیا، اللہ نے اسے ایسا کامل اور مضبوط ایمان عطا فرمایا کہ اس نے ایمان کی خاطر لوگوں کی اذیتیں برداشت کیں، نوجوان (عبداللہ بن تامر) اس دن کے بعد وہ روزانہ اس عابد و عالم کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

حلقۂ وعظ و نصیحت میں اس کے معبد جایا کرتا تھا، اور اس روحانی عالم کے ساتھ طویل عرصے تک رہنے اور ان کے مفید وعظ و نصیحت سے فائدہ اٹھانے میں دلچسپی رکھتا تھا، رب تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ جادوگر کے پاس جانے میں اسے تاخیر ہوجاتی، کیونکہ وہ کافی دیر تک راہب کے پاس رہتا، ساحر اسے سزا دیتا یہاں تک کہ اسے مارتا اور پیٹتا، نوجوان نے عیسائی راہب سے شکایت کی، اور اسے شاہی دربار کے جادوگر کے ہاتھوں مار پیٹ کے بارے میں بتایا، راہب نے اس نوجوان سے کہا: میرے بیٹے! جب جادوگر پوچھے کہ تم نے دیر کیوں کی تو کہو کہ کچھ لوگوں نے مجھے روکا تھا، اور جب گھر والے پوچھیں کہ کیوں دیر سے گھر آتے ہو تو کہدو: جادوگر نے مجھے روکا تھا۔

نوجوان اسی آمد ورفت میں مصروف تھا کہ ایک دن دیکھا کہ ایک بہت بڑا اور خوفناک شیر لوگوں کا راستہ روکے ہوئے تھا، اور لوگوں کو تباہ کرنا چاہتا تھا، نوجوان نے کہا میں آج معلوم کرتا ہوں کہ راہب کا وعظ و نصیحت حق پر ہے یا جادوگر کا کام ، پھر نوجوان نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: "یا اللہ" اگر آپ کے نزدیک راہب کا کام زیادہ مقبول ہے تو اس پتھر سے اس شیر کو ہلاک کردے، اور اسے شیر کے سر پر مارا اور اسے قتل کردیا ، لوگوں کو اس درندہ شیر کے شر سے نجات دلادی، نوجوان نے اس واقعے کی اطلاع راہب کو دی، راہب نے اس نوجوان سے کہا: میرے بیٹے! تم بہت جلد پکڑے جاؤ گے، اور جب گرفتار ہوجاؤ تو میری خواہش ہے کہ میرے بارے میں ان کو کچھ نہ بتانا، اس نوجوان نے اس کے بعد سے بیماروں کا علاج کرنا شروع کردیا، اور کوڑھی، اور برص جیسے بیماریوں کا علاج کیا جس سے وہ شفایاب ہوگئے۔

(جزام ایک خطرناک بیماری ہے جو عام طور پر mycobacterium leprae نامی جراثیم کی وجہ سے ہوتی ہے، اس بیماری کی واضح علامات ہوتی ہیں جن کے سب سے زیادہ اثرات جسم کے اعصابی حصوں اور بیمار شخص کے جلد کے حصوں پر دیکھے جاتے ہیں)۔

ایک دن بادشاہ سے وابستہ ایک شخص جوکہ نابینا تھا اس نوجوان کے پاس گیا اور اس سے تقاضہ کیا کہ اس کی آنکھیں ٹھیک کردے، نوجوان نے کہا: میں کسی کو شفاءنہیں دے سکتا، بلکہ وہ عظیم رب ہے جو شفاء دینے والا اور بخشنے والا ہے، اگر تو اللہ پر ایمان لاتا ہے تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ تیری بینائی واپس کردے، اور میں اس معاملے میں اپنے رب سے دعا مانگوں

(c) ketabton.com: The Digital Library

گا، وہ نابینا آدمی یہ بات سن کر ایمان لایا، تو نوجوان نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطاکر، جب یہ شخص شفایاب ہوکر صحیح آنکھوں کے ساتھ بادشاہ یوسف ذونواس کے دربار میں حاضر ہوا، اور اپنی آنکھوں کی شفایابی کا ماجرا بادشاہ کے حضور بیان کیا، بادشاہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تجھے کس نے شفا دی؟ اس شخص نے کہا: میرے رب نے ۔

بادشاہ نے کہا: میں نے۔

شخص نے کہا: نہیں میرے اور تیرے رب نے۔

بادشاہ نے کہا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی خداہے؟

اس شخص نے کہا: جی ہاں میرا پروردگار اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، بادشاہ نے اپنے ماتحتوں کو اسے گرفتار کرنے اور سزا دینے کا حکم صاور کردیا، کافی تشدد اور سزا کے بعد اس شخص نے نوجوان کے بارے میں بتادیا جس کی دعا سے شفایاب ہوا تھا، بادشاہ نے اس نوجوان کی گرفتاری کا حکم جاری کردیا اور اسے بادشاہ کے سامنے پیش کردیا گیا، نوجوان سے بادشاہ نے پوچھا کہ: تو ہے جو جزام اور برص کی بیماروں کو شفا دیتا ہے؟

نوجوان نے کہا: میں کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ میرا رب شفاء دیتا ہے۔

بادشاہ نے کہا: کیا میرے علاوہ تیرا کوئی اور رب ہے؟

نوجوان نے کہا: جی ہاں میرا اور تیرا رب.

پھر بادشاہ نے اسے پولیس کے حوالے کیا پولیس نے اس پر تشدد کیا کہ پہلے معلّم کا پتہ بتا دے، نوجوان پر حد سے زیادہ تشدد کیا یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بتادیا، شاہی دربار کے غنڈوں(اہلکاروں) نے راہب کو گرفتار کرکے اس پر ایسا غیر انسانی تشدد کیا کہ اس کا سر بھی آرے سے کاٹ دیا اور جسم کو دو ٹکڑے کردیا، اور نوجوان سے کہا گیا کہ اپنے دین سے پلٹ جاؤ، نہیں تو ایسے ہی تشدد کا سامنا کرنا پڑے گا، نوجوان نے تسلیم ہونے اور اپنا راستہ چھوڑنے سے انکار کردیا، بادشاہ نے حکم دیا کہ کچھ لوگ اسے پکڑ کر فلاں پہاڑی پر لے جائیں، اگر اپنے دین سے پھر جائے تو اسے آزاد کردیں، اگر اپنا دین نہ چھوڑے تو اسے پہاڑی کے اوپر سے ایک گہری وادی میں پھینک دیں ۔

اہل سِیَر مزید لکھتے ہیں کہ: مقررہ وقت آپہنچا، درباری محافظ نوجوان کو پکڑ کر پہاڑی پر لے گئے، جب نوجوان پہاڑ کی چھوٹی پر پہنچا تو دست بہ دعا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوا: اے پروردگار! مجھے ان کے شر سے نجات دے، کہتے ہیں کہ اس دعا کے ساتھ پہاڑ لرزنے لگا، اور تمام محافظین درّے کی گہرائی میں پھینک دیے گئے اور ہلاک ہوگئے، اور نوجوان صحیح سلامت بادشاہ کے دربار میں پہنچا اور بادشاہ سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے سارے محافظوں کو ہلاک کردیا، بادشاہ نے دوسری بار اپنے محافظوں کو حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر سمندر کی تیز موجوں کے درمیان غرق کردو، بادشاہ کے محافظ نوجوان کو ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر کی گہرائی کی طرف روانہ ہوگئے، محافظین نے جب نوجوان کو سمندر کے بیچ میں پھینکنا چاہا تو نوجوان نے پھر دعا کی: اللہ مجھے ان ظالموں کے شر سے نجات دے ، اسی دوران کشی سمیت تمام شر پسند ڈوب گئے، اور وہ نوجوان صحیح سلامت بادشاہ کے پاس آگیا، بادشاہ نے پوچھا محافظوں کا کیا بنا؟ تو اس نوجوان نے کہا کہ میرے رب نے اُن سب کو سمندر میں غرق کرکے ہلاک کردیا، اور پھر نوجوان نے بادشاہ کی طرف پلٹ کر کہا: تم مجھے قتل نہیں کرسکو گے یہاں تک کہ جو کچھ میں کہوں گا اس پر عمل نہ کرلو ۔

بادشاہ نے کہا کیا کروں، نوجوان نے کہا: لوگوں کو اکھٹا کرو، اور مجھے کھجور کے تنے سے باندھو، پھر میرے تیر کش میں سے ایک تیر نکالو اور کمان میں ڈالو اور کہدو: اس نوجوان کے پروردگار اور خدا کے نام پر، پھر کمان کو کھینچو اور تیر مجھے مارو تومیں مرجاؤں گا، یہ بات سننے کے بعد بادشاہ نے لوگوں کو جمع کیا اور نوجوان کو درخت سے باندھ دیا، اور اس کے تیرکش میں سے ایک تیر نکال کر کمان میں ڈالی اور کہا: اس نوجوان کے "اللہ کے نام پر" اور تیر چھوڑ دیا تیر کمان سے نکل کر اس کی پیشانی پر جا لگا، اس طرح اس مؤمن نوجوان کو شہادت کا درجہ نصیب ہوا، اور حاضرین کو ایمان، موقع پر موجود تمام لوگ یک صدا ہوکر پکار نے لگے "ہم اس نوجوان کے رب پر ایمان لے آئے" بادشاہ کے ساتھی اور اس کے محافظین یہ منظر دیکھ کر بادشاہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے: دیکھا جس چیز کا تجھے ڈر تھا وہی ہوا، تمام لوگ اس جہاں کے خدا پر ایمان لے آئے۔

اس صورت حال پر بادشاہ کو غصہ آیا اور انہیں حکم دیا کہ گہری کھائیاں کھود کر ان میں آگ جلادو، ہر وہ شخص جو اس نوجوان کا دین چھوڑ دے اسے آزاد کیا جائے اور جو بھی اس نوجوان کے دین کا معتقد و مؤید ہو اسے ان خندقوں اور آگ کے گڑھوں میں جلادیں، اس دوران مؤمنین کی بڑی تعداد آگ میں جلا دی گئی(مؤرخین نے اس آگ کا شکار ہونے والوں کی تعداد 12 سے 20 کے لگ بھگ کا بتائی ہے)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سیرت نگار مزید لکھتے ہیں کہ: اس دن رب نے مؤمنین کو ایسی طاقت اور استقامت بخشی کہ ان میں سے کوئی بھی اپنے ایمان کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوا اور آگ کے گڑھوں میں گرنا قبول کیا، لیکن اپنے دین اور عقیدے سے انکار نہیں کیا، کہتے ہیں کہ ایک خاتون کی گود میں بچہ تھا، جس کی وجہ سے اس عورت نے اس آگ میں جانے سے انکار کردیا، تو گود والے بچے نے اس سے کہا: امی جان! صبر کرو کیونکہ تو حق پر ہے۔

ابن کثیر ؒ لکھتے ہیں کہ: محمد بن اسحاق سے روایت ہے: حضرت عمر فاروق ؓ کے دور میں ضرورت کے پیش نظر جس جگہ عبداللہ بن تامر دفن کیا گیا تھا کھدائی ہوئی، وہاں سے عبداللہ بن تامر کا جسد صحیح سلامت باہر نکلا، اسے غسل دیے بغیر ہی دفن کردیا گیا تھا، اور اس کا ہاتھ اس زخم پر رکھا تھا جہاں تیر لگا تھا، وہاں موجود افراد میں سے ایک نے اس کا ہاتھ ہٹایا تو اس سے خون بہنے لگا، پھر ہاتھ کو دوبارہ اس جگہ پر رکھا تو خون بند ہوگیا، اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی جس پر "اللہ ربیّ" کا لفظ کندہ تھا۔

والی یمن نے اس واقعے سے حضرت عمرؓ کو اطلاع دی، حضرت عمرؓ نے جواب میں کہا اس کو اسی حالت میں انگوٹھی سمیت دوبارہ دفن کیا جائے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں اہل ایمان کو آگ کے گڑھے میں جلانے کے واقعات ایک نہیں تھے، بلکہ ایسے دو یا تین اور واقعات دوسرے علاقوں میں بھی رونما ہوئے ہیں، ان میں سے ایک واقعہ یمن میں(جوکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ستّر سال پہلے کا ہے)ہوا جس کو قرآن کریم کی اس سورت میں بیان کیا گیاہے وہ ملک یمن میں خندق نجران ہے۔

اس واقعے کو بیان کرنے کا عمومی مقصد:

اس واقعے کا عمومی اور حتمی مقصد یوں بیان ہوسکتاہے کہ:

1 - ان مؤمنین کی پہچان جو دوسروں کے عذاب اور ایذا رسانی کے مقابلے میں صبر اختیار کرنے والے ہیں۔
2 - کافروں کو ڈرانا اور دھمکانا، تاکہ وہ جان لیں کہ ان کے ظلم کے بعد انہیں کس طرح کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

سورة البروج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ۱ ○ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ۲ ○ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ۳ ○ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ۴ ○ النَّارِ ذَاتِ
الْوَقُوْدِ ۙ۵ ○ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ۶ ○ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ۷ ○ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ
يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ۸ ○ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ○ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ؕ۹ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ
فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ؕ۱۰ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ○ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ۱۱ ○ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ۱۲ ○
اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۚ۱۳ ○ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ۱۴ ○ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ۱۵ ○ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ؕ۱۶ ○ هَلْ اَتٰىكَ
حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ۱۷ ○ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ۱۸ ○ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۙ۱۹ ○ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ۲۰ ○ بَلْ
هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ۲۱ ○ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۲۲ ○

سورت کا لفظی ترجمہ

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ۱ ○	برجوں والے آسمان کی قسم (1)
وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ۲ ○	اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (2)
وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ؕ۳ ○	ہر شاہد اور مشہود پر (3)
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ۴ ○	کہ خندقوں کے(کھودنے) والے ہلاک کردئیے گئے(4)
النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ۵ ○	آگ سے بھری ہوئی خندقیں بھرپور ایندھن والی(5)
اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ۶ ○	جبکہ وہ اُن (کے کناروں) پر بیٹھے ہوئے تھے(6)

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور وہ لوگ جو کچھ مؤمنوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے(7)	وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝٧
ان کو مؤمنوں کی یہی بات بُری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابل ستائش ہے (8)	وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨
وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے، اور خدا ہر چیز سے واقف ہے(9)	الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩
بیشک جن لوگوں نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں پر تشدد کیا، پھر انہوں نے توبہ نہیں کی ان کے لیے دوذخ کا عذاب اور جلنے کا عذاب ہے(10)	اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝١٠
بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے باغات ہیں جن کے قصروں کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، یہ ہے بڑی کامیابی (11)	اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۝ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١
بیشک تمہارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے (12)	اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢
وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (زندہ) کریگا (13)	اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣
اور وہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے (14)	وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤
عرش کا مالک بڑی شان والا (15)	ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥
جو چاہتا ہے کردیتا ہے (16)	فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝١٦

(c) ketabton.com: The Digital Library

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡجُنُوۡدِۙ‏ ﴿۱۷﴾	بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے (17)
فِرۡعَوۡنَ وَثَمُوۡدَ ؕ‏ ﴿۱۸﴾	(یعنی) فرعون اور ثمود کا (18)
بَلِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فِىۡ تَكۡذِيۡبٍۙ‏ ﴿۱۹﴾	لیکن کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں (گرفتار) ہیں (19)
وَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ ۚ‏ ﴿۲۰﴾	اور خدا (بھی) ان کو گردا گرد سے گھیرے ہوئے ہے (20)
بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ۙ‏ ﴿۲۱﴾	(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں)بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے(21)
فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ ﴿۲۲﴾	لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) (22)

مختصر تفسیر

محترم قارئین:

آیات مبارکہ(1 تا 11) میں اصحاب اخدود اور جزاء و سزاء جیسے موضوعات سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

لغات اور اصطلاحات کی تشریح:

"ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ" برجوں والے، ستاروں اور کہکشاؤں کا برج، یا بارہ مشہور برج

ہیں، جن میں سے ہر ایک زمین کی مخلوقات سے مشابہت رکھتا ہے، ان میں سے چھ خطِ استواء کے شمال میں واقع ہیں: حمل، ثور، جوزاء، سرطان، أسد، سنبلہ،(بہار اور گرمی کا موسم) اور خطِ استواء کے جنوب میں دوسرے چھ: میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت(خزاں اور جاڑے کا موسم)۔

کہا جاتا ہے کہ: سورج تین مہینوں میں پہلے تین شمالی برجوں سے گزرتا ہے، جوکہ بہار کا موسم ہے، اور اگلے تین مہینوں میں دوسرے تین برجوں سے گزرتا ہے جوکہ موسم گرما ہے، اس کے علاوہ پہلے تین جنوبی برجوں سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

تین مہینوں میں گزرتا ہے جوکہ خزاں کا موسم ہے، اور دوسرے تین جنوبی برجوں سے دوسرے تین مہینوں میں سفر کرتا ہے جوکہ سردیوں کا موسم ہے۔

لیکن چاند ان میں سے ہر ایک برج کو دو یا تین دن میں طے کرلیتا ہے اس لیے چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں، جبکہ دو راتوں تک چھپا رہتا ہے۔

عربی زبان میں "بروج" کا دوسرا معنی: قصور: قصر کی جمع ہے۔

"الْيَوْمِ الْمَوْعُودِ"روزِ قیامت ۔

"شَاهِدٍ" گواہ، گواہی دینے والا ۔

"مَشْهُودٍ"گواہی کا سبب، جو گواہی دیدی گئی ہو، واقع شدہ، گواہی کا سبب بنا ہو۔

"قُتِلَ" قتل ہو، نفرت ہو، نیست و نابود ہو۔

"أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ" خندقوں کی آگ کے مالکان، انسانوں کو جلانے والے بھٹی کے مالکان، اذیت دینے والے، گڑھے اور خندقوں والے۔

"أُخْدُودِ" بڑا گڑھا اور خندق، ایک بڑی مستطیل کھائی، اس کی جمع "أخادید" ہے۔

"ذَاتِ الْوَقُودِ" آگ کے ایندھن کے مالکان۔

"الْوَقُودِ" لکڑی، بھڑکانے والا ایندھن، جس سے آگ جلائی جاتی ہے(وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ :بقرہ/23)، (أُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ:آل عمران:10)، (وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ:تحریم:6)

"قُعُودٌ" قاعد کی جمع، بیٹھے ہوئے۔

"شُهُودٌ"شاہد کی جمع، گواہ، آتش زنی اور جرائم کا نظارہ کرنے والا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"وَمَا نَقَمُوْا" انہوں نے بدلہ نہیں لیا، کوئی عیب نہیں دیکھا، کوئی بُرا کام نہیں دیکھا۔

"الْحَمِيْدِ"تعریف کیا گیا، تعریف کے لائق

"فَتَنُوا"ہراساں کیا، اذیتیں دیں، مصیبتوں میں مبتلا کردیا۔

"الْحَرِيْقِ"جلانے والا

"الْفَوْزُ"کامیابی، نجات، فتح۔

سورة البروج کا ترجمہ و تفسیر:

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ﴿۱﴾	برجوں والے آسمان کی قسم (1)

یا اس آسمان کی قسم جو منازل والا ہے، (چاند، سورج، ستارے ان منازل میں مکمل نظم و ضبط کے ساتھ متحرک ہیں) اور اس میں سورج، چاند ، ستاروں کے بھی منازل ہیں جو ایک ترتیب کے ساتھ چل رہے ہیں، سورج، چاند اور ستاروں اور نظام شمسی کی حرکت اللہ تعالیٰ کی قدرت ، اور رحمت کے کمال اور علم و حکمت کی وسعت کی نشاندہی کرتی ہے۔

مفسرین میں سے کثیر تعداد جیسے: ابن عباس، مجاہد، قتادہ، حسن بصری، ضحاک اور سدی کے نزدیک البروج سے مراد آسمان کے عظیم الشان تارے اور سیارے ہیں(تفہیم القرآن)۔

قرآن کریم سیاروں کو آسمان میں رکے ہوئےٹھہرے ہوئے نہیں سمجھتا، بلکہ ہر سیارے کو اپنی ذاتی حرکت کے مطابق متحرک سمجھتاھے جیساکه سوره یسٓ آیت (40) میں ھے که "وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ " ترجمه: (اور سب اپنے اپنے دائرے میں تیر رھے ھیں) یهاں فلک سے مراد آسمان نهیں، بلکه ستاورں کے مدار ھیں، جن میں یه ستارے حرکت کرتے ھیں (مظہری)

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ﴿۲﴾	اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (2)

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس روز موعود پر جوکہ قیامت کا دن ہے، اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو وعدہ دیا ہے کہ اس دن سب کو ایک جگہ جمع کریگا، رب تعالیٰ کا یہ وعدہ ایسانہیں ہے کہ تبدیل ہو یا اس کے برعکس عمل ہو، آپ چاہیں یا نہ چاہیں ضرور واقع ہوگا، ایک خاص وقت میں وقوع پذیر ہوگا۔

وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُودٍ ۝٣	ہر شاہد اور مشہود پر (3)

یہ ہر اس بندے کی حالت کو شامل ہوگا جو اس صفت سے متصف ہو، یعنی: دیکھنے والا اور جو کچھ دیکھا جاتا ہے، اور حاضر و موجود اور جو حاضر ہوا ہے، جس چیز کو ثابت کرنے کے لیے خدا نے قسم کھائی ہے وہ چیزیں ہیں جو اس قسم پر مشتمل ہیں، اور وہ خدا کی عظیم نشانیاں اور اس کا واضح حکم اور اس کی وسیع رحمت ہے ۔

ایک قول کے مطابق: شاہد جمعہ کا دن ہے، ہر عمل کرنے والے کے عمل پر جو اس دن کیا ہے گواہی دیتا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ، فرشتے ، پیغمبر اور انبیاء، جسمانی اعضاء(گواہی دینے والے)۔

اور "مشہود" عرفہ کا دن ہے، کہ لوگ اس میں مناسک حج کے گواہ ہیں، اور فرشتے اس میں حاضر ہوتے ہیں یا "مشہود" سے مراد: وہ عجائبات ہیں جو قیامت کے دن لوگ دیکھیں گے(تفسیر انوارالقرآن)

یہ بات قابل ذکرہے کہ: حضرات مفسرین کرام "الشاہد والمشہود" کے متعلق اختلاف رائے رکھتے ہیں، یہاں تک کہ بعض مفسرین نے اس کے بارے میں سولہ(16) اقوال اپنی تفسیر میں بیان کیے ہیں۔

اس طرح ایک اور روایت میں ہے: شاہد یعنی: قیامت کا دن، مشہود: عرفہ کا دن، ایک اور قول ہے: شاہد یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مشہود یعنی روزِ قیامت۔

ایک اور قول ہے: "شاہد"یعنی: انسانی اعضاء، "مشہود" یعنی:بنی آدم، صاوی فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ اسے عام بیان کیا جائے، کیونکہ یہ نکرہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہے تاکہ ہر شاہد اور مشہود کو شامل ہو(صفوة التفاسیر)۔

قُتِلَ أَصْحٰبُ الْأُخْدُودِ ۝٤	کہ خندقوں کے(کھودنے) والےہلاک کردئیے گئے(4)

(c) ketabton.com: The Digital Library

کہا گیا ہے جس چیز کی قسم کھائی گئی ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ" یعنی: (خندق والے برباد ہوجائیں) خندق والے کافر قوم تھی جس کے ساتھ مؤمنوں کی ایک جماعت رہ رہی تھی، کفار نے چاہا کہ مؤمن اپنے دین سے پھر جائیں اور ان کے دین میں شامل ہوجائیں لیکن مؤمنوں نے کفار کے دین میں شامل ہونے سے انکار کردیا، تب کفار نے خندقیں کھودی زمین میں اور مسلمانوں کو سزا دینے اور جلانے کی غرض سے اس میں آگ جلائی۔

قرطبی ؒ کہتے ہیں: "اخدود" سے مراد ایک بڑا گھڑا اور خندق، ایک بڑی مستطیل کھائی ہے جو زمین میں بنائی جاتی ہے، اس کی جمع "اخادید" ہے۔

"قُتِلَ" کا معنی: نفرت بھیجنا اور اس پر لعنت بھیجنا ہے۔

ابن عباس ؓ فرماتے ہیں: قرآن کریم میں جس جگہ لفظ "قُتِلَ"آیا ہو وہ لعنت کے معنی میں ہے۔(تفسیر قرطبی)

النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِۙ○	آگ سےبھری ہوئی خندقیں بھرپور ایندھن والی(5)

"النَّارِ"نحویوں کی اصطلاح میں "اخدود" سے بدل ہے، یعنی: "قُتِلَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ" یعنی ہلاک ہوجائیں وہ لوگ جو آگ بھڑکانے والے ہیں، "ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ" یعنی: ایندھن کے مالک، کیونکہ یہ ایندھن ہے جو شعلے کو بھڑکاتا اور متحرک کرتا ہے، وہ آگ جو مسلسل شعلہ ور ہوتی ہے، بجھتی نہیں اس سے لگاتار شعلے بلند ہوتے ہیں۔

ابوسعود کہتے ہیں: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک بڑی اور بھڑکتی ہوئی آگ تھی، اور لکڑی کی کافی مقدار اس کا ایندھن فراہم کرتی تھی(ابوسعود:202/5)

اِذۡ هُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ ۙ○	جبکہ وہ اُن (کے کناروں) پر بیٹھے ہوئے تھے(6)

یعنی: جب کافر خندق کے کنارے پر بے فکر بیٹھے مؤمنین کو زندہ جلتے ہوئے اور اذیتوں میں دیکھ رہے تھے، اور وہ اس سے لطف اندوز ہورہے تھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

یاد رکھیں: گناہ کا مرتکب ہونا ایک مسئلہ ہے، اور سنگدلی اور بے رحمی اور خوشی سے اس کا نظارہ کرنا ایک اورمسئلہ ہے، اہل ایمان پر ظلم و ستم دیکھنے والے ظالموں کو معلوم ہونا چاہئیے کہ: اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

وَّهُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌؕ۝	اور وہ لوگ جو کچھ مؤمنوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے(7)

یعنی: جو ظلم و ستم وہ مسلمانوں پر روا رکھے ہوئے تھے جیسے اسلام سے ارتداد، انہیں آگ میں پھینکتا دیکھ رہے تھے، یعنی انہوں نے ان اذیتوں کا مشاہدہ کیا جو اہل ایمان پر ڈھارہے تھے اور اپنے ان اعمال سے وہ لذت محسوس کر رہے تھے، اور یہ کہ ظالم نفسیاتی طور پر ایسا سنگدل ہوتا ہے کہ وہ کسی کو عذاب اور اذیت میں دیکھ کر خوشی محسوس کرتا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ کافر کی منطق دھمکی اور انتقام ہے۔

آیت مبارکہ کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے نزدیک ایمان لانا سب سے بڑا جرم ہے، اور وہ لوگ ایمان سے دست بردار ہونے کے علاوہ کسی اور چیز پر راضی نہیں ہوتے لیکن کافروں کو معلوم ہونا چاہئیے کہ مؤمنین کا مددگار رب تعالیٰ ہے جوکہ انتقام لینے کی قدرت رکھتا ہے۔

وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِۙ۝	ان کو مؤمنوں کی یہی بات بُری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب اور قابل ستائش ہے (8)

یعنی: مؤمنوں میں اللہ تعالی پر ایمان کے علاوہ کوئی بُرائی نہیں دیکھی تھی، ان کے نزدیک مسلمانوں کا اور کوئی جرم و گناہ نہیں تھا، سوائے اس کے کہ رب تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تھے، اگر ایمان کا مسئلہ ختم ہوتا تو وہ نہ مسلمانوں کو اذیتیں دیتے اور نہ ان پر ظلم کرتے، اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہےکہ ان کو آگ میں جلانے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں تھی کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے، جبکہ یہ ایسا گناہ نہیں ہے کہ سزا اور تعذیب کا موجب بنے۔

"نَقَمُوۡا" نقمت کے مادے سے ہے، یعنی کسی چیز کو ناپسندیدہ اور بُرا سمجھنا، چاہے زبان سے ہو یا انکار اور سزا دینے سے ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"عَزِيْزِ" اسماءالحسنٰی، قادر، قوی، وہ سختی اور شدت سے بدلہ لیتا ہے، طاقت کا مالک ہے، کسی کا محتاج نہیں (یہ کفار کے لیے دھمکی ہے) ۔

"حَمِيْدِ":محمود، اچھی صفات کا مالک، اور مؤمنوں کو ان کے صبر کا بدلہ دیتا ہے، (از اسماءالحسنی) (بشارت مؤمنوں کے لیے)

الَّذِیۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ ؕ ۹	وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے، اور خدا ہر چیز سے واقف ہے(9)

پروردگار ہر چیز پر گواہ اور ہر کام جانتا ہے، وہ ہر چیز سے باخبر ہے اور ہر چھوٹے بڑے کا احاطہ کیے ہوئے ہے، مؤمنوں کے ساتھ کفار نے جو سلوک کیا اس میں سے بھی کوئی کام اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے، یہ خندق اور گڑھے بنانے والوں کے لیے سخت وعید ہے، اور مؤمنوں کے لیے جو اپنے دین کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئے اچھا اور نیک وعدہ ہے۔

ان مبارک آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی وہ صفات اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں جن کے مطابق وہی ذات مستحق ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اس لیے جب لوگ ان صفات کی روشنی میں رب تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں تو یہ کفار اس کی وجہ سے پریشان اور مشتعل ہوکر ظلم و ستم کرنے لگتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَهُمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ ؕ ۱۰	بیشک جن لوگوں نے مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں پر تشدد کیا، پھر انہوں نے توبہ نہیں کی ان کے لیے دوذخ کا عذاب اور جلنے کا عذاب ہے(10)

یعنی: ان کے لیے ان کے کفر کے عذاب کے علاوہ مزید جلانے والا عذاب ہے مؤمنوں کو جلانے کی وجہ سے۔

حسن بصری ؒ فرماتے ہیں: رب تعالیٰ کی بے انتہاء رحمت و مہربانی کی طرف دیکھیں باوجود اس کے کہ ان کفار نے اس کے دوستوں کو قتل کیا ، لیکن پھر بھی ان کو توبہ اور مغفرت طلبی کی طرف بُلاتا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ"مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں، کیونکہ تشدد ہونے والوں میں عورتیں بھی تھیں، ایک مؤمن عورت اپنے بچے کی وجہ سے ایمان سے پھر جانے لگی تھی، لیکن چھوٹا بچہ بولنے لگا اور اپنی ماں سے کہا کہ تو حق پر ہے، چنانچہ وہ ماں اپنے ایمان پر قائم رہی اور اسے جلا دیا گیا۔

"ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا" پھر انہوں نے توبہ نہیں کی باوجود اس کے کہ بدترین تشدد مؤمنوں پر کیا ان کو زندہ آگ میں جلایا، لیکن اگر وہ لوگ توبہ کرتے اور کفر سے پلٹ جاتے تو خدا تعالیٰ ان سب کو بخش دیتا، اور ان کی توبہ قبول فرماتا، سبحان اللہ! ان آیات کے مخاطب قریش ہیں ان کو توبہ کی ترغیب ہے۔

"عَذَابُ جَهَنَّمَ وَعَذَابُ الْحَرِيْقِ"حرارت میں جہنم کا جلانے والا عذاب دگنا اور کئی گنا زیادہ ہے دنیا کی آگ سے، اور بڑے موٹے جسم زیادہ عذاب چھکنے کے لیے ہیں۔

یہ اللہ کا قانون ہے جنہوں نے مسلمان مرد اور عورتوں کو ایمان کی وجہ سے ایذائیں دیں اور انہیں ایمان سے پلٹنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی، پھر توبہ نہیں کی، دوزخ کا عذاب ان کے لیے ہے، اس لیے کہ انہوں نے بھی اس دنیا کو اہل ایمان کے لیے اذیت اورتشدد سے جہنم بنایا تھا۔

"وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ" عذاب حریق کیوں؟ اس لیے کہ اصحاب اخدود کی بحث تھی، بات یہاں تک پہنچی تھی کہ مؤمن کو ایمان کی وجہ سے زندہ آگ میں پھینک دیتے تھے، چنانچہ ان کی سزا ان کے عمل کی جنس سے ہے، آگ کا عذاب ان کے لیے تیار ہے، دوزخ کا عذاب قیامت سے مربوط ہے، اور جلانے والے عذاب کا تعلق دنیا سے ہے۔

تفہیم القرآن کے مفسر لکھتے ہیں: عذاب سے الگ جلائے جانے کی سزا کا ذکراس لیے کیا گیا ہے کہ انہوں نے بھی مظلوم لوگوں کو آگ کے گڑھے میں پھینک کہ زندہ جلایا تھا، غالباً یہ جہنم کی عام آگ سے مختلف اور اس سے زیادہ سخت کوئی اور آگ ہوگی جس میں جلائے جائیں گے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ﴿١١﴾	بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے باغات ہیں جن کے قصروں کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، یہ ہے بڑی کامیابی (11)

یہ وہی مطلوبہ کامیابی، خوشگوار چیزوں کا حصول، اور وہ تمام اچھی چیزیں حاصل کرنا ہے جو خدا کے فضل سے ہی کسی کے ہاتھ لگتی ہیں۔

یہ مبارک آیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ہر وہ شخص جس کو کفر پر مجبور کیا جاتا ہے، اس کے لیے یہی زیادہ مناسب ہے کہ ہر مصیبت اور خطرے کے خلاف ثابت قدم رہے اور زیادہ صبر کو اپنا وتیرہ بنائے اگرچہ اس کے لیے کلمۂ کفر کہنے کی اجازت ہے۔

روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے دو صحابہ رسول کو گرفتار کیا، اور ان میں سے ایک سے کہا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں الله کا رسول ہوں؟ اس صحابی نے کہا: جی ہاں! تو مسیلمہ نے اسے رہا کیا، پھر دوسرے صحابی سے ایسا ہی پوچھا: لیکن دوسرے صحابی نے اس کے جواب میں کہا: نہیں میں تیرے متعلق ایسی گواہی نہیں دونگا، بلکہ تو جھوٹے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، تو مسیلمہ کذاب نے اس صحابی کو قتل کردیا۔

جب یہ خبر رسول الله صلی الله علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: جس شخص کو مسیلمہ نے رہا کیا اس نے رخصت پر عمل کیا، لہٰذا اس پر کوئی مسئلہ نہیں ہے، لیکن جو شہید کیا گیا، اس نے فضیلت پر عمل کیا، لہٰذا یہ فضیلت اس کو مبارک ہو(تفسیر انوارالقرآن)۔

محترم قارئین:

آنے والی آیات مبارکہ(12 تا 22) میں اس کے بارے میں بحث کی گئی ہے کہ مکمل قدرت کاملہ اور اختیار الله کے پاس ہے۔

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾
فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾
وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

(c) ketabton.com: The Digital Library

الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح:

"بَطۡشَ"غصہ کرنا، سختی اور شدت کے ساتھ پکڑنا، کچلنا، اچانک حملہ کرنا، سخت سزا۔

"یُبۡدِئُ"شروع کرتا ہے۔

"یُعِیۡدُ" دُہرائے گا۔

"الۡوَدُوۡدُ" محبت والا۔

"الۡمَجِیۡدُ"شان و شوکت والا، عظمت و عزت والا۔

"الۡجُنُوۡدِ"جند کی جمع، سپاہی، فوج، اہلکار۔

"فِیۡ تَکۡذِیۡبٍ"جھوٹ میں ڈوبے ہوئے ہیں، ان کا کام انکار ہے۔

"مِنۡ وَّرَآءِ"پیچھے سے، ہر طرف سے۔

تفسیر:

اللہ تعالیٰ مشرکین کے عقاب اور عذاب کو بیان کرنے کے بعد سب سے پہلے مؤمنین کے انعامات بیان کرتا ہے، کیونکہ قرآن کریم مثانی ہے، کفر اور ایمان کے دونوں پہلؤوں اور عذاب اور ثواب دونوں کے متعلق بحث کرتا ہے، جیسا کہ فرماتا ہے:

اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ ؕ﴿۱۲﴾	بیشک تمہارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے (12)

یعنی: یقیناً اللہ کا عذاب ان لوگوں پر جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں، دوہرا، دگنا اور برداشت سے باہر ہے، اس کی سزا اتنی سخت ہے کہ کوئی آدمی اور کوئی چیز اس کے آگے نہیں ٹھہر سکتی، جب کسی کو پکڑتا ہے تو اس کو تباہ و برباد کردیتا ہے، خصوصاً یہ ظالم اور جابر لوگ جن کا واقعہ اوپر بیان ہوچکا ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

"بَطۡش" شدّت اور سختی سے پکڑنا، چونکہ یہ لفظ خود شدّت کا معنی دیتا ہے، پھر شدید اس کی صفت ہو تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ پکڑ سخت سے سخت تر ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ يُبۡدِئُ وَيُعِيۡدُ ۝۱۳	وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ (زندہ) کریگا (13)

لہٰذا جس میں شروع کرنے اور دُہرانے کی صلاحیت ہو اس کا حملہ بھی شدید ہوتا ہے، حق تعالیٰ کی قدرت و قوت یہ ہے کہ انسان کو پہلی بار پیدا فرماکر وجود میں لایا اور بلآخر دوسری بار بھی زندہ کرکے لوٹائے گا، وہ عدم سے پیدا کرتا ہے اور ہڈیاں بوسیدہ ہونے کے باوجود زندہ کرتا ہے، وہ مارتا ہے اور دوبارہ زندہ کرتا ہے، اس نے پیدا کیا اور برابر کیا، پیدا کیا اور رہنمائی فرمائی ہے۔

یہ کہنا ضروری ہے کہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ پیدا کرنا اور دوبارہ بھیجنا رب عظیم کا ہمیشہ کا کام ہے، واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پیدا کرنے اور دوبارہ لوٹانے میں یکساں ہے۔

وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ الۡوَدُوۡدُ ۝۱۴	اور وہ بخشنے والا اور محبت کرنے والا ہے (14)

وہ ذات جو دشمنوں کی پکڑ پر قادر ہے، اپنے دوستوں کے گناہوں کو بخشنے والا بھی ہے، یعنی: رب تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کے گناہوں سے درگزر فرماکر انہیں چھپا دیتا ہے، ان کو ان گناہوں کی وجہ سے رسوا نہیں کرتا، گناہوں سے توبہ کرنے والے اور پشیمان ہونے والے کے لیے بہت زیادہ مہربان اور بخشنے والا ہے، کوتاہی کرنے والے کو معاف کرتا ہے، اسی طرح رجوع کرنے والے سے محبت رکھتا ہے۔

ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ: جس طرح انسان اپنے بھائی سے محبت کرتا ہے، وہ اسی طرح محبت کرتا ہے اور ان کو خوشخبری دیتا ہے(قرطبی:294/19)۔

مفسرین اس آیت مبارکہ کے اعجاز میں لکھتے ہیں:

خدا نے لفظ "ودود" کو لفظ"غفور" کے ساتھ اس لیے بیان فرمایا تاکہ اس بات کی دلیل ہو کہ گنہگار لوگ جب بھی اپنے رب کی طرف تائب ہوکر رجوع کریں تو ان کو بخشنے کے ساتھ ساتھ ان سے محبت بھی کرتا ہے، ایسا نہیں ہے جیسا کہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

بعض لوگ کہتے ہیں کہ:صرف ان کے گناہ بخشے جاتے ہیں، ان سے محبت نہیں کرتا یہ بات غلط ہے۔

بلکہ رب تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اُس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس کا اونٹ اس کے کھانے سمیت کسی بیاباں میں گم ہوا ہو اور بندہ نا امید ہوکر موت کے انتظار میں کسی درخت کے سایہ میں لیٹا ہوا ہو لیکن اچانک آنکھ اٹھا کر دیکھے تو اس کا اونٹ اس کے سر پر کھڑا ہو، اس کا لگام ہاتھ میں پکڑ کر فرط جزبات اور خوشی کے عالم میں اپنا ہوش کھو بیٹھتا ہے اور غلطی سےکہتا ہے: "اے رب! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں"، رب تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ﴿۱۵﴾	عرش کا مالک بڑی شان والا (15)

حق تعالیٰ عظیم عرش کا مالک عالی شان اور عظمت والا ہے۔

"اَلْمَجِيْدُ" یعنی الله تعالیٰ مجید ہے، اس کا مقام تمام مخلوقات کے درجہ اور مقام سے بلند ہے اور کمال و جلال کی تمام صفات سے متصف ہے، الله کی ذات عظیم اور اس کی صفات خوبصورت ہیں، اچھی صفات کا مالک ہے اور عظمت و جلال اس کے لیے خاص ہیں، تخلیق کے ساتھ ساتھ تمام تدبیریں اور حکم اس کے لیے ہیں۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ؕ﴿۱۶﴾	جو چاہتا ہے کردیتا ہے (16)

یعنی: خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کر گزرتا ہے، جو کچھ ارادہ فرمائے حکم دے دیتا ہے، اس کا حکم کوئی ٹال نہیں سکتا، اور جو کچھ کرتا ہے اس سے نہیں پوچھا جائیگا، اس کا فیصلہ کوئی رد نہیں کرسکتا، جو کچھ عطا کردے کوئی نہیں روک سکتا، اور جب منع فرمائے تو کوئی دے نہیں سکتا، اس کی قدرت نافذالعمل ہے اور اس کی حکمت واضح، الله تعالیٰ کسی چیز پر مجبور نہیں ہے، اور نہ کوئی اسے مجبور کرسکتا ہے، جب چاہے گناہوں کو بخش دیتا ہے، اور جب چاہے عذاب دیتا ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: کوئی چیز اس کی مرضی اور ارادے سے باہر نہیں ہے۔ (قرطبی:290/19)

(c) ketabton.com: The Digital Library

ایک روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ مریض اور بستر مرگ پر تھے کہ، ان سے کہا گیا کہ کیا کسی طبیب نے آپ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، پوچھا گیا: کیسا تھا اور کیا کہا؟ جواب میں کہا: مجھ سے کہا:"اِنِّیۡ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ" میں جو چاہوں کرتا ہوں۔(مختصر:625/3)

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡجُـنُوۡدِۙ‏ ﴿۱۷﴾	بھلا تم کو لشکروں کا حال معلوم ہوا ہے (17)

یعنی: اے محمد صلی الله علیہ وسلم کیا آپ کو سرکش اور باغی اقوام کے قصوں سے باخبر کردیں؟ وہ لوگ جو انبیاء کرام سے جنگ کرنے لگے تھے، زمین میں بہت زیادہ جرائم کیےتھے، اور اپنے حال پر بہت فخر کیا کرتے تھے، کیا تجھ تک ان کی خبر پہنچی ہے کہ رب کی طرف سے کیسی کیسی مصیبتیں ان پر آئیں؟ اور ان پر کیسا انتقام اور عذاب نازل ہوا؟

مفسر قرطبی فرماتے ہیں: اس موضوع کے بیان کرنے کا مقصد آپ صلی الله علیہ وسلم کو تسلی دینا ہے، اور یہ کہ قوم کی تکذیب اور جھٹلانے کے مقابلے میں صبر و تحمل اختیار کرنا چاہیئے جیسا کہ آپ صلی الله علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام نے صبر کیا تھا۔

فِرۡعَوۡنَ وَثَمُوۡدَ ؕ‏ ﴿۱۸﴾	(یعنی) فرعون اور ثمود کا (18)

کہ فرعون اور ثمود بہت زیادہ فوج اور طاقت والے تھے، تیری قوم سے زیادہ بھی تھے اور طاقتور بھی، اس کے باوجود الله تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے میں ان سے سخت انتقام لیا۔

فرعون ذوالاوتاد سے مراد وہ فرعون ہے جو "وتد" رکھتا تھا، یعنی میخ والا تھا، یہ اس کے لشکر کی کثرت سے کنایہ ہے، کیونکہ فرعون کے پاس بہت زیادہ افرادی قوت تھی، اور ثمود بھی جسمانی لحاظ سے بہت زیادہ مشہور تھے،(وَثَمُوۡدَ الَّذِيۡنَ جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ﴿۹﴾) (الفجر:9) ترجمہ: "چٹانوں کو تراشتے اور اپنے لیے گھر بناتے تھے"، فرعون بڑے تکبر کے ساتھ غرور کی انتہاء کو پہنچ گیا، اسی طرح قوم ثمود جنہوں نے جھٹلانے میں حد سے زیادہ تجاوز کیا، لیکن خدا نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ سب سے زیادہ لیس دستے اور فوجی قہر الٰہی کے سامنے بے حیثیت ہیں۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

فرعون: فرعون کا اصل لفظ: بڑے گھر کے معنی دیتا ہے، فرعون کسی خاص بادشاہ کا نام نہیں تھا، فراعنہ اپنے آپ کو خدا اور بشر کے درمیان ثالث سمجھتے تھے، فراعنہ نے موجودہ مصر کے آس پاس کی سرزمین پر 6000 سال قبل مسیح میں حکومت کی۔

لفظ فرعون (74) مرتبہ قرآن عظیم میں خاص طور پر بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ذکر ہوا ہے، فراعنہ کا مقام اور محل مصر کی سرزمین تھی۔

فرعون: طاغی، مسرف، عالی، ذوالاوتاد جیسے الفاظ سے متصف کردیا گیا، اور اس کے شیطانی سیاست کو "کید" فرعون سے یاد کیا گیا ہے، فرعون ابتداء میں ربوبیت کا داعی تھا، "فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝۲۴" (النازعات:24) ترجمہ: "کہنے لگا کہ تمہارا سب سے بڑا مالک میں ہوں"

پھر اس نے صرف اس صفت پر اکتفا نہیں کیا،بلکہ آگے بڑھ کر ابوبیت کا دعویٰ بھی کردیا: "وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۝" (سورہ قصص:38) ترجمہ: "اور فرعون نے کہا کہ اے اہل دربار میں تمہارا اپنے سوا کسی کو خدا نہیں جانتا"

فرعون بنی اسرائیل کا سخت دشمن تھا، ان کے نرینہ اولاد کو قتل کرتا تھا، اور ان کی لڑکیوں کو خدمت کے لیے زندہ رکھتا تھا۔(سورہ اعراف:141)

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝۱۹	لیکن کافر (جان بوجھ کر) تکذیب میں (گرفتار) ہیں (19)

کفار قریش نے جھٹلانے والوں کے انجام سے عبرت نہیں لی، بلکہ اپنی تکذیب جاری رکھی، پس کفار مکہ کا کفر اور سرکشی ان سرکشوں، باغیوں کے کفر و سرکشی سے زیادہ سخت ہے۔

مفسرین لکھتے ہیں: ان کے نہ ماننے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان تک سابقہ قوموں کی خبریں نہیں پہنچی تھیں، اور وہ ان کی ہلاکت سے بے خبر تھے، بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے انبیاء کرام کے لائے ہوئے پیغام کو جھٹلاتے تھے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

وَّاللّٰهُ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ مُّحِيۡطٌ ۚ۝۲۰	اور خدا (بھی) ان کو گردا گرد سے گھیرے ہوئے ہے (20)

یعنی: الله تعالیٰ ان لوگوں پر غالب اور قادر ہے، جب چاہے ان کو اپنے قبضۂ قدرت میں لے سکتا ہے، اس کے دائرہ اقتدار سے باہر نکل کر اسے بے بس نہیں کرسکتے اس لیے ہر وقت اور ہر موقع پر اس کے حکم کے تابع ہونگے، اس کے دائرہ اقتدار سے باہر نہیں جاسکیں گے، فرار کا کوئی راستہ نہیں پائیں گے،(لفظ "وَّرَآئِهِمۡ" یہ الله تعالیٰ کے علم اور قدرت اور ان لوگوں کی غفلت کی علامت ہے) الله تعالیٰ دیکھتا اور جانتا ہے کہ ان لوگوں نے کیا کیا اور کیا کررہے ہیں، یہ آیت کافروں کے لیے سخت تنبیہ ہے کہ انہیں ضرور سزا ملے گی، اور یہ کہ سب کے سب براہ راست اس کی نگرانی میں ہیں، وہ پیچھے سے ان کا تعاقب کرتا ہے، جبکہ انہیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ ۙ۝۲۱	(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں)بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے(21)

یہ قرآن جسے کفار نے جھٹلایا "قرآن مجید" ہے بہت ہی باعزت، با وقار اور ایک بابرکت کتاب، اور عظیم و کریم رہنماء ہے، اس لیے کہ بخشنے والا مہربان رب کا کلام ہے، جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں مگرغلط کہتے ہیں یہ شعر اور کہانت نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جو معجزات اور معنی کی درستی کے میدان میں دوسری مقدس آسمانی کتابوں پر فوقیت رکھتی ہے، جی ہاں وہ الٰہی کتاب قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں ہے۔

رب تعالیٰ اس آیت کریمہ کے ساتھ مشرکین کے دعوے جو کہتے تھے: قرآن جادو، شعر و شاعری ہے پہلوں کی کہانیاں ہیں، ردّ کرکے فرماتے ہیں: ایسا نہیں ہے جیسا کہ وہ دعوئ کرتے ہیں بلکہ یہ قرآن نہایت ہی محترم اور لوح محفوظ ہےجو شیاطین کے دسترس سے محفوظ و مامون ہے، کبھی بھی شیاطین یا غیر شیاطین نے اس کو ہاتھ نہیں لگایا ہے اور نہ اس کے قریب ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کے لیے لفظ "مقدس" کا استعمال:

قرآن کریم کو لفظ "مقدس" سے توصیف کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کیونکہ تقدس اور تقدیس بہ معنی تطہیر کے ہیں، اور قدس لغت عرب میں طہارت کے معنی میں ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

أزهری ؒ نے کہا: "اَلْقُدُّوسُ"الله تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے، یعنی تمام عیوب اور نقائص سے پاک اور منزّہ، اور تقدیس: یعنی "تطہیر" اور تقدّس: یعنی "تطہُّر"۔(مراجعہ فرمائیں: لسان العرب: 6/168-169)

ابن جریر طبری ؒ فرماتے ہیں: تقدیس وہی تطہیر اور تعظیم ہے، بشمول اس قول کے: "سبوح قدوس" اس سے مراد یہ ہے کہ: الله تعالیٰ پاک اور منزّہ ہے، اور "قدوس" کے معنی ہے: طہارت، پاکی اور تعظیم خدا کے لیے، اسی لیے زمین کے لیے کہا گیا: "ارض مقدسہ" یعنی پاک زمین۔(تفسیر الطبری:1/475)

البتہ بہتر و افضل یہی ہے کہ ہم قرآن کریم کی ہی صفات بیان کریں جو رب تعالیٰ نے اس کے لیے بیان کی ہیں، جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:(الٓرٰ۟ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱)(الحجر:1) ترجمہ: "الٓرٰ یہ (خدا کی) کتاب اور قرآن روشن کی آیتیں ہیں"

(وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝۸۷)(الحجر:87) ترجمہ: "اور ہم نے تم کو سات (آیتیں) جو (نماز میں) دُہرا کر پڑھی جاتی ہیں(یعنی سورۂ الحمد) اور عظمت والا قرآن عطا فرمایا ہے"

(بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝۲۱) (بروج:21) ترجمہ:"(یہ کتاب ہزل و بطلان نہیں)بلکہ یہ قرآن عظیم الشان ہے"

اس کے علاوہ قرآن کے لیے لفظ "مقدس قرآن" لقب کی اصطلاح کے طور پر استعمال نہیں ہوا ہے، کیونکہ ہم اس عبارت کو کہتے ہوئے اپنے آپ کو نصاری کے مشابہ بنالیتے ہیں کہ وہ اپنے تحریف شدہ کو "کتاب مقدس" یا "انجیل مقدس" کہتے ہیں، اگر کوئی پوچھے: کیا تمہاری کتاب مقدس نہیں ہے؟ ہم کہیں گے: جی ہاں ہماری کتاب کسی بھی دوسری کتاب سے زیادہ مقدس اور مطہر ہے، لیکن ہم الله تعالیٰ کی کتاب کا ذکر کرتے ہوئے اس لفظ "کتاب مقدس" یا "قرآن مقدس" کا اطلاق نہیں کرتے کیونکہ یہ کہتے ہوئے ہم اپنے آپ کو نصاری کے مشابہ بنائیں گے، اگرچہ قرآن کریم کو آپ "مقدس" اور "مطہر" سے توصیف کرسکتے ہیں، لیکن قرآن کریم کا نام لیتے ہوئے ہم اس کا وہی نام لیں گے جس طرح خدا تعالیٰ نےنام لیا ہے، "قرآن کریم" یا "قرآن مجید"۔

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝۲۲	لوح محفوظ میں (لکھا ہوا) (22)

(c) ketabton.com: The Digital Library

قرآن عظیم کو ایک محفوظ تختی "لوح محفوظ" میں رکھا گیا ہے، اور وہاں سے اسے کسی بھی قسم کی تبدیلی، تغیر، اضافے اور شیطانوں کی طرف سے ہیرا پیری اور خنّاسوں کے چوری سے محفوظ رکھا گیا ہے، اور یہ وہ تختی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو لکھ کر محفوظ کیا ہے۔

یہ قرآن کریم کی عظمت و اہمیت اور بلند مقام پر دلالت کرتی ہے، قرآن کریم غلطیوں سے پاک اور منزّہ ہے، اور اس سے کافی بلند ہے کہ اس میں کوئی غلطی واقع ہو، کیونکہ یہ پروردگار عالم کی طرف سے آیا ہے، اس کے بہترین رہنما اصول اور معجزات ضرور عمل میں آئیں گے، اگر سارے دنیا والے بھی یکجا ہوکر اس کو ختم کرنا چاہیں، کبھی بھی نہیں کرسکیں گے رب تعالیٰ بھی تعریفوں اور عظمتوں والا ہے اور اس کی کتاب بھی۔

لوح محفوظ:

لوح محفوظ کے متعلق مفسرین کرام نے مختلف تفسیریں لکھی ہیں، لیکن یہ سمجھنا چاہئیے کہ اس کی کیفیت واضح نہیں ہے، ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ کائنات میں جو کچھ ہوا یا ہوگا وہ سب اس میں لکھا ہوا ہے، حتی کہ قرآن مجید بھی اس میں درج ہے، ایسا لوح محفوظ ہے جو شیطان کے دست رس سے محفوظ و مامون ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے: " بَلۡ هُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِيۡدٌ " بلکہ یہ وہ قرآن ہے جس کے معنی اور مفاہیم عظیم اور بہت سے ہیں، اس میں بہت زیادہ علم اور خیر کثیر ہے۔

"فِىۡ لَوۡحٍ مَّحۡفُوۡظٍ" لوح محفوظ میں اس کی جگہ ہے، اور ہر تغیر و تبدیل اور کمی بیشی اور شیطانوں سے محفوظ ہے، ایک ایسی تختی ہے جس میں رب تعالیٰ نے ہر چیز کو محفوظ کر رکھا ہے، یہ قرآن کریم کی اہمیت و عظمت پر دلالت کرتی ہے۔(تفسیر سعدی)

امام بخاری ؒ اپنی صحیح میں عمران بن حصین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَىْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَىْءٍ وَخَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ)(بخاری) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا وجود تھا، اس کے علاوہ کسی بھی چیز کا وجود نہیں تھا، خدا کا عرش پانی کے اوپر ہے، اور تمام کائنات کی تقدیر لوح محفوظ میں لکھدی، زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔

آدم علیہ السلام سے پیغمبر اسلام تک انبیاء کا تسلسل:

(c) ketabton.com: The Digital Library

قرآن کریم میں صرف 20 پیغمبروں کا ذکر ہے، اس فرمان الٰہی میں ان میں سے 18 کے نام مذکور ہیں: (وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ۝۰ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ۝۰ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ۝۸۳ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ۝۰ كُلًّا هَدَيْنَا۝۰ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ۝۰ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۝۸۴ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ۝۰ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۝۸۵ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا۝۰ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ۝۸۶) (سوره انعام:83-86) ترجمہ: "اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم کو اُن کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی۔ ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کردیتے ہیں۔ بیشک تمہارا پروردگار دانا اور باخبر ہے۔ اور ہم نے اس (ابراہیم) کو اسحاق اور یعقوب بخشے۔ (اور) سب کو ہدایت دی۔ اور پہلے نوح کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو بھی۔ اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا علیہ السلام اور یحیٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو بھی یہ سب نیکو کار تھے۔ اور اسمٰعیل اور الیسع اور یونس اور لوط کو بھی۔ اور ان سب کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔"

اور ان کے علاوہ کا ذکر قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر آیا ہے جیسے:ھود، صالح، شعیب، آدم، ادریس، اور ذوالکفل اور محمد صلی الله علیہ وسلم، الله تعالیٰ فرماتا ہے: (وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا۝۰) (سورۂ اعراف:60)

ترجمہ: "اور (اسی طرح) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا"

(وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا۝۰) (سورۂ اعراف:73) ترجمہ: "اور قوم ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا"

(وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا۝۰) (سورۂ اعراف:85) ترجمہ: "اور مَدیَن کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا"

(اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓي اٰدَمَ وَنُوْحًا) (سورۂ آل عمران:33)

(وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ۝۰ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ۝۸۵) (سورۂ انبیاء:85) ترجمہ: "اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کو بھی یاد کرو) یہ سب صبر کرنے والے تھے"

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور فرماتے ہیں: (مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ) (سورۂ فتح:29)

ترجمہ: "محمد ؐ خدا کے پیغمبر ہے۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل"

وہ انبیاء کرام جن کے اسماء گرامی زمانہ کی ترتیب کے لحاظ سے ہم پر واضح نہیں وہ یہ ہیں: آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، اسماعیل، شعیب، موسی، ہارون، یونس، داؤد، سلیمان، الیاس، الیسع، ذکریا، یحیی، عیسیٰ، ذوالکفل، اور سب کے سردار محمد علیہم الصلاۃ والسلام، اس میں کوئی شک نہیں کہ پیغمبروں کی تعداد اس سے زیادہ تھی لیکن الله تعالیٰ نے ان کے نام اور واقعات کا ہم سے ذکر نہیں فرمایا۔

جیسا کہ فرماتا ہے: (وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ۔) (سورۂ النساء:164) ترجمہ: "اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات ہم تم سے پہلے بیان کرچکے ہیں۔ اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات تم سے بیان نہیں کئے"

اور فرماتے ہیں: (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ۔) (سورۂ عافر:78) ترجمہ: "اور ہم نے تم سے پہلے (بہت سے) پیغمبر بھیجے۔ ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان کردئیے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کئے۔"

بعض علماء کہتے ہیں کہ انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000) تھی۔

صدق الله العظیم و صدق رسوله النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library